

## K

قربی بازار۔ اس اصطلاح کا مفہوم ایک غیر منضبط بازار ہے جن کے تاجروں کی نہ کوئی لکھا پڑھت ہے نہ رجسٹری، اوپر سے ٹیکسوں سے چھٹکارا، لہذا ان کی تجارت بہت منافع بخش ہے، اگرچہ ان کا کاروبار منضبط بازاروں کے شانہ بشانہ چل رہا ہوتا ہے۔ یہاں تجارت پر یا قیمتوں پر کوئی سرکاری ضابطہ یا اختیار لاگو نہیں ہوتا۔ اس لئے قربی بازار اور منضبط بازار کے نرخوں کے مابین کافی فرق ہوتا ہے۔ عموماً قربی بازار سے مراد کرنسیوں کی وہ منڈیاں ہیں جن کے تاجر نہ ہی رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور نہ ہی باختیار، لیکن عملاً وہ کرنسیوں کی تجارت ان بینکوں یا مالیاتی کمپنیوں کے شانہ بشانہ کرتے ہیں جنہیں باقاعدہ طور سے زرمبادلہ کے کاروبار کا اختیار دیا گیا ہو۔ یا، قربی بازار سے مراد ضروری اشیائے صرف کا بازار ہے جو عموماً قیمتوں پر کنٹرول لگنے پر نمودار ہوتا ہے۔ یا تمسکات کا وہ بازار جہاں تجارت اسٹاک ایکس چینج کے ماورا، کاروباری اوقات کے بعد کی جا رہی ہوتی ہے۔ کرنسیوں کے ضمن میں قربی بازار سے مراد حوالہ منڈی کی وہ سرگرمیاں ہیں جو سرحد پار کرنسیوں کے حمل و نقل، مبادلہ اور تجارت پر مشتمل ہیں۔ مبیہ طور پر یہ کرنسیوں کا کالا بازار ہے، اس لئے یہ غیر قانونی ہے۔ لیکن ایسے بازار پاک و ہند میں اور دوسرے ملکوں میں بھی ایک عرصہ دراز سے چل رہے ہیں۔ حوالہ منڈی اب بھی جاری و ساری ہے اگرچہ گلیوں کے کنڑ والے تاجر معدوم ہو چکے ہیں جب سے ان بازاروں کی لبرالیت کی گئی ہے۔ دوسری جانب بینک اور زرمبادلہ کی کمپنیاں ہیں جنہیں باقاعدہ طور پر اس کاروبار کا اختیار سونپا گیا ہے۔ ان کی تاجرات کئی طرح کے قواعد و قوانین اور ضابطوں کے تحت ہوتی ہے۔ انہیں مرکزی بینک کے نافذ کردہ اطلاع دہی کے مطلوبات بھی پورے کرنے پڑتے ہیں۔ فی زمانہ گرچہ قربی اور سرکاری زرمبادلہ کے نرخوں کا فرق کافی کم ہو چکا ہے لیکن حوالہ منڈی کو قابو میں لانے کی ترکیبیں اور کوششیں برصغیر میں کامیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ جن کی وجوہات حوالہ منڈی کی تیز تر سروس، کم لاگت، حوالہ نرخوں کی برتری، تاجرات کی رازداری، پُرعتمادی اور بھروسہ ہیں۔ البتہ یہ نرخ منضبط بازاروں کی جانب پلٹ رہا ہے۔



قربی بازار کا پریمیم، بحوالہ زر مبادلہ۔ صف اول کی کرنسیوں کے ضمن میں ایسا پریمیم زر مبادلہ کے سرکاری نرخوں اور قربی نرخوں کے مابین فرق ہے۔ یہ فرق کئی عوامل سے اُبھرتا ہے مثلاً کرنسی کی قیمت بندی، کرنسی تاجروں کا میلان اور تاجرت کے رُخ، یا طلب و رسد کے عوامل جن کی شروعات معاشی اور مالیاتی رجحانات کے پرتو اور توقعات سے وابستہ ہیں۔

کائی بور۔ یہ لائی بور کا مماثل ہے (انگریزی دیکھیں)۔ کائی بور اولاً ایک پریمیم شرح سود ہے جو بینکوں کے مابین رقوم کے بازار میں قرار پاتی ہے۔ اگر کسی بڑے بینک کے پاس کچھ فاضل رقوم بچ گئی ہیں تو یہ رقوم ان بینکوں کو فروخت کی جاسکتی ہیں جنہیں سیالیت کی کمی درپیش ہو اور اس کمی کو پورا کرنا پڑے۔ سیالیت کی ضروریات کے ماسوا، اگر کسی بینک کے بڑے کارپوریٹ گاہکوں کو رقوم درکار ہوں تو ان کے بینک اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے زری بازار یا قرضاتی بازار کو رجوع کرتے ہیں، یعنی اپنے بڑے گاہکوں کے لئے ان بازاروں سے قلیل مدت تا درمیانی مدت تک کے قرضے لے کر آگے کارپوریٹ گاہکوں کو قرضے دیتے ہیں۔ بینکوں کی ان قرضداریوں میں بازار رقوم سے حاصل کردہ قرضداریاں بھی شامل ہیں۔ یوں اس اصطلاح کے کئی مفہوم ہو سکتے ہیں۔ اولاً، کائی بور بڑے قرضوں کی خاطر تھوک کے بھاؤ پر بازاری سطحوں پر مروج ایک پریمیم شرح سود ہے جس میں طلب و رسد کے تلون وجہ سے تبدیلی ہوتی رہتی ہے، جن کے پس پردہ معاشی و مالیاتی میلانات کا فرما ہوتے ہیں۔ یوں کائی بور کو سیالیت حاصل کرنے کی لاگت متصور کیا جاتا ہے، خواہ یہ سیالیت قلیل مدتی یا طویل مدتی ہو۔ یعنی کسی بھی عرصیت کے لئے درکار ہو۔ ایک اور سطح پر کائی بور کو کو ایک قیمت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جو کہ مالیاتی وسائل پر دسترس حاصل کرنے کے لئے ادا کرنی پڑے۔ بینکوں کے مابین ایسے بازار میں رقوم کی تجارت عموماً تمسکات کی خرید و باز خرید کے معاہدات کے تحت کی جاتی ہے، مثلاً خزانہ بل کی خرید و فروخت جو ان رقوم کی تجارت کے پس پردہ رہتی ہے۔ لہذا ایسی خرید و فروخت کو بینکوں کے درمیان قرضداریاں مانا جاتا ہے۔ یوں کائی بور بڑی رقوم کے لئے ایک پیش کش نرخ ہے جن کی تجارت تھوک کے بھاؤ کی جارہی ہو۔ اس طرح سے کائی بور کو ایسے نرخ سے موسوم کیا جاتا ہے جو نشان حوالہ کے طور پر بازار زر کی قلیل مدتی شرحات سود کے لئے ایک لنگر کا کام دے، کیونکہ رقوم کے تھوک بازار کی سطح پر عموماً بینک کے گاہکوں کی قرضداریاں قلیل مدتی ہوتی ہیں جن کی شرح سود کائی بور جمع دو یا چار پوائنٹ کے حساب سے متعین ہوتی ہے۔ البتہ چھوٹے گاہکوں کے لئے حتیٰ نرخ اور بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔ طویل مدتی قرضاتی رقوم کے لئے بھی کائی بور بنیادی نرخ مانا جاتا ہے اور کائی بور جمع کا فارمولا قرضہ جاتی نصیرایات کے لئے مستعمل ہے۔ پاکستان میں 2002 میں جب سے کائی بور کی ابتدا ہوئی ہے اس کی قبولیت اور لحاظ میں مزید اضافہ ہوا ہے اور اسے مرکزی بینک کی پالیسی شرح کے بالمقابل حوالیہ نرخ مانا جاتا ہے، خاص طور پر طویل مدتی قرضہ جاتی بازاروں میں جہاں کارپوریٹ بانڈ کے اجراء کے وقت ان کی کوپن شرح کائی بور کے حوالے سے متعین کی جانے لگی ہے۔